83006 ـ كيا بجلی اور ٹيلي فون بل كی ادائيگی سے قبل حج ادا كر سكتا ہے ؟

سوال

اگر حج سے قبل ٹيلي فون موبائل يا بجلی وغيره كا بل جاری ہو چكا ہو تو كيا حج سے قبل اس كی ادائيگی لازم ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

انسان كو چاہيے كہ سفر پر جانے ـ چاہے سفر حج كا ہو يا كوئی اور ـ سے قبل قرض كی ادائيگی كر دے، يا پھر اتنی رقم چھوڑ كر جائے جو اس كی ادائيگی كے ليے كافی ہو، حتی كہ وہ اس سے بری الذمہ ہو سكے، اور اللہ كے ہاں حقوق العباد ميں سے كوئی مطالبہ نہ رہے.

رہا مقروض شخص كا حج كے ليے سفر كرنا تو اس سلسلے ميں گزارش ہے كہ قرض كی تين اقسام ہيں:

پہلی قسم:

قرض غير مؤجل: اور اس قرض كی ادائيگی كا وقت آ چكا ہو اور قرض خواہ قرض كی ادائيگی كا مطالبہ كرے، تو اس قرض كی ادائيگی واجب ہے حج وغيره كی بنا پر اس ميں تاخير كرنی جائز نہيں، كيونكہ يہ ادائيگی ميں ٹال مٹول كرنے ميں شامل ہوتا ہے جو كہ حرام ہے.

اور پھر رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ادائيگی كی استطاع ركھنے والے شخص كا ادائيگی ميں ٹال مٹول سے كام لينا ظلم ہے "

صحيح بخاری حديث نمبر(2287) صحيح مسلم حديث نمبر(1564).

اور ايك دوسری روايت ميں رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" قرض كی ادائيگی پر قادر شخص كا ليت و لعل اور ٹال مٹول سے كام لينا اس كی عزت اور سزا حلال كر ديتا ہے "

سنن نسائی حديث نمبر (4689) سنن ابو داود حديث نمبر (3628) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (2427) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن قرار ديا ہے.

" لی الواجد " مطل الغنی کے معنی میں ہی ہے: اور قرض کی ادائیگی کی استطاعت اور قدرت رکھنے والے شخص کا بغیر کسی عذر کے ادائیگی میں ٹال مٹول اور لیت و لعل سے کام لینے کا نام ہے.

اس کی عزت حلال ہونے کا مقصد یہ ہے کہ: قرض خواہ شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم اور زیادتی کی ہے، اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کر رہا ہے، اور سزا سے مراد اسے قید کرنا ہے.

اگر فرض کریں کہ اس قرض کی ادائیگی سے حج کی عدم ادائیگی ہوتی ہو تو بھی اس قرض کو ادا کرنا واجب ہے، اور اس وقت حج ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں؛ کیونکہ حج تو مالی اور بدنی استطاعت رکھنے والے پر فرض ہوتا ہے.

دوسری قسم:

ایسا قرض جس میں قرض خواہ اجازت دے اور تاخیر سے ادائیگی پر راضی ہو، اور مقروض شخص کو حج کرنے کی اجازت دیتے ہوں.

اس میں کوئی اشکال نہیں، لیکن پھر بھی قرض کی ادائیگی افضل ہے تا کہ وہ اس سے بری الذمہ ہو سکے؛ کیونکہ اگرچہ قرض خواہ مقروض شخص کو حج کی اجازت دے بھی دے تو پھر بھی وہ قرض مقروض کے ذمہ باقی رہتا ہے اور وہ اس اجازت سے بری الذمہ نہیں ہو جاتا.

اسی لیے مقروض شخص کو کہا جائیگا کہ: پہلے قرض ادا کرو، اور ادائیگی کے بعد اگر اتنی رقم باقی بچ جائے کہ آپ حج کر سکیں تو آپ حج کر لیں وگرنہ آپ پر حج فرض نہیں.

اور اگر مقروض شخص جسے قرض کی ادائیگی نے حج کی ادائیگی سے روك دیا تھا فوت ہو جائے تو وہ مکمل اسلام کی حالت میں اپنے رب سے ملے گا، اس میں کوتاہی نہیں کیونکہ اس پر حج فرض ہی نہیں تھا.

لیکن اگر وہ حج کو قرض کی ادائیگی پر مقدم کرتا ہوا حج کر کے قرض ادا کیے بغیر فوت ہو جاتا ہے تو خطرہ سے دوچار ہو سکتا ہے، کیونکہ قرض ایك ایسی چیز ہے جو شہید کو بھی معاف نہیں ہوتا، باقی ہر چیز معاف کر دی جاتی ہے، تو پھر شہید کے علاوہ کسی اور کی حالت کیا ہو گی ؟!

تیسری قسم:

دین مؤجل: یعنی وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت حج کے موسم میں نہ ہو، تو اس مقروض شخص کو حج کی ادائیگی سے نہیں روکا جائیگا، لیکن اگر اسے یہ علم ہو کہ حج کی ادائیگی سے اس کے قرض کی ادائیگی میں رکاوٹ پیدا ہو گی، وہ اس طرح کہ یا تو قرض کی ادائیگی کا وقت نزدیك ہو، یا پھر اس کی آمدنی کم ہو یا کوئی سبب تو اگر یہ شخص

حج کی ادائیگی کرتا ہے تو یہ مفرط اور کوتاہی کا شکار ہوگا، اور اپنے اوپر قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا سمجھا جائیگا.

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے:

حج کی شرائط میں استطاعت بھی شامل ہے، اور استطاعت میں مالی استطاعت بھی آتی ہے، جس شخص پر قرض ہو اور اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ بھی اس طرح ہو کہ قرض خواہ مقروض شخص کو حج کی ادائیگی سے منع کریں، کہ وہ قرض ادا کیے بغیر حج نہیں کر سکتا، تو وہ شخص حج نہ کرے کیونکہ وہ صاحب استطاعت نہیں.

اور اگر اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں بلکہ ابھی قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا، اور قرض خواہ کی طرف سے یہ معلوم ہو کہ وہ اسے اجازت دیتے ہیں، تو وہ حج کر سکتا ہے، اور اس شخص کا حج صحیح ہو گا، اور اسی طرح اگر کسی مقروض شخص کے قرض کی ادائیگی کے وقت کی تحدید نہ ہو، بلکہ جب چاہے قرض ادا کر دے تو اس کے لیے بھی حج کرنا جائز ہے، اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ حج کرنا اس کے قرض کی ادائیگی میں میں بہتر ثابت ہو. انتہی.

واللہ اعلم.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (11 / 46).

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ بجلی اور ٹیلی فون وغیرہ کا بل بھی قرض مؤجل میں شامل ہوتا ہے، اس لیے کہ بل کی ادائیگی کی تاریخ مقرر ہوتی ہے، بعض اوقات تو ادائیگی کے لیے ایك ماہ کا وقت دیا جاتا ہے، چنانچہ اگر انسان حج کر کے واپس آ کر بل کی ادائیگی کرسکتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر بل کی ادائیگی کی تاریخ حج سے واپس آنے سے قبل ختم ہو رہی ہو تو پھر پہلے اسے بل کی ادائیگی کرنی چاہیے، اور پھر اگر اس کے پاس اتنی رقم بچے کہ اس سے حج کر سکتا ہو تو الحمد للہ وہ حج کر لے، اور اگر اتنی رقم نہ رہے تو پھر حج کو مؤخر کر دے حتی کہ اللہ تعالی اس کے لیے آسانی پیدا کر دے.

واللہ اعلم .